REGD NO P-67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان۔ ارجنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۵ر جنوری کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو گردوں میں انفیکشن کے علاج کے لئے موجودہ ایام استعمال کرائی جا رہی ہیں ان کی وجہ سے ضعف کی تکالیف چل رہی ہے احباب جماعت خاص توجہ کے ساتھ بالالتزام دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

• رمضان المبارک میں رات کے وقت دونوں مساجد میں تراویح کی نماز اور دن کے وقت بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں درس القرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ مکرم مولوی محمد حفیظ بقاپوری سنے سورت روم سے سورت الجاثیہ تک اپنے درس کا دوسرا حصہ شروع کر کے ۲۸ دنوں میں مکمل کر لیا اور اسکے بعد آخری پانچ پاروں کا درس مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی برکات سے سب کو متمتع فرمائے۔ آمین کل اختتامی دعا ہو رہی ہے (مفصل کوائف آئندہ)

قادیان ۱۱ر جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پرسوں ۸ جنوری کو یادگیر سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ آپ آج ربوہ تشریف لے جا رہے ہیں اور جلسہ سالانہ تک وہیں قیام فرمائیں گے آپکے اہل و عیال

ملک میں جنرل الیکشن اور جماعتہائے احمدیہ بھارت

از مکرم چوہدری مبارک علی صاحب خنل ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

جیسا کہ احباب کو علم ہے امسال ماہ فروری میں ملک بھر میں جنرل الیکشن ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک میں ہر بالغ بھارتی کو رائے کے معاملہ میں پوری آزادی ہے۔ اور اس سلسلہ میں کسی قسم کے دباؤ کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ جماعت احمدیہ چونکہ ایک مذہبی اور تبلیغی جماعت ہے۔ اور بحیثیت جماعت اس امر کو ہمیشہ مدنظر رکھا گیا ہے کہ سیاست میں نہ الجھا جائے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم اپنے جائز حق کو بھی استعمال نہ کریں۔ اس لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اتفاق رائے سے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ الیکشن کے موقعہ پر ملک بھر میں کانگرس کا ساتھ دیا جائے۔ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو مرکز کے اس فیصلہ پر لبیک کہتے ہوئے کانگرس کے ساتھ پورا تعاون کرنا چاہیئے۔ اور اپنے پورے جماعتی ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے کانگرس امیدوار کو کامیاب کروانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ملک کے موجودہ حالات اور بالخصوص مہنگائی کا ذمہ دار کانگرس کو قرار دیا جا رہا ہے حالانکہ بعض قدرتی اور آسمانی تغیرات ایسے وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ خواہ کوئی بھی پارٹی برسر اقتدار ہوتی۔ اسے اس قسم کے نازک حالات کا سامنا ضرور کرنا پڑتا۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے کسی فرد کو اس قسم کے پروپیگنڈا سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔

صدر انجمن احمدیہ نے تمام حالات کا بحیثیت مجموعی جائزہ لیتے ہوئے اس دفعہ پھر کانگرس کے ساتھ تعاون کا فیصلہ کیا ہے۔

ہم اس امر سے بھی انکار نہیں کرتے کہ کانگرس میں بعض خامیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ مگر اس کے باوجود اس ملک میں صرف یہی ایک سیاسی جماعت ہے۔ جو حکومت کو احسن رنگ میں چلا سکتی ہے۔ اور جس سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ اس کے زمانہ اقتدار میں جملہ اقلیتوں کے حقوق دوسری سیاسی پارٹیوں کے مقابل پر زیادہ محفوظ ہیں۔

عین ممکن ہے کہ بعض مقامات پر کسی جماعت کو کسی کانگریسی امیدوار سے اختلاف ہو۔ اور اپنے امیدوار کی کامیابی جماعت کے لئے پریشانی کا باعث ہو۔ مگر ہر جماعت کو اس موقعہ پر اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ایسے موقعہ پر اپنے لوکل اور ذاتی مفاد کو قربان کرتے ہوئے جماعت کے وسیع مفاد کو مدنظر رکھا جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جو تنظیم کا طرہ امتیاز حاصل ہے۔ اسے برقرار رکھا جاتے اور مرکز کی آواز اور فیصلہ پر لبیک کہتے ہوئے اس پر دلی خلوص سے عمل کیا جاتے۔ البتہ اس قسم کے حالات سے مرکز کو باخبر رکھا جائے تا مرکز آل انڈیا صدر کانگرس اور دوسرے ذمہ دار لیڈروں کو توجہ دلا سکے۔

الیکشن کے موقعہ پر مختلف قسم کی پارٹیاں سودے بازی کرتی ہیں۔ بلکہ بد قسمتی سے بعض مذہبی اور تبلیغی جماعتیں کہلانے والی بھی ایسے موقع پر سودے بازی کرتی ہیں۔ جماعت احمدیہ ایک بااصول اور پر امن ذرائع سے اپنے حقوق کا تحفظ کرنے والی جماعت ہے۔ اور جماعت کے نزدیک سیاسی سودے بازی ایک قبیح اور ذلیل قسم کا فعل ہے۔ ہم ایسے مواقع پر کانگرس یا حکومت کے ساتھ کسی قسم کے سودے بازی کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں اور ہمارا یہ فیصلہ صرف ملک کے وسیع مفاد کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے۔

اور ہم میں سے ہر ایک ... اور ... ہے کہ ان اجری الا علی اللہ (کہ ہم صرف اپنے اللہ پیدا کرنے والے پر بھروسہ کرتے ہیں جو ہمارے سے بہتر اجر دینے والا ہے)

بالآخر احباب جماعت سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ سب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ میں سب قدرتیں ہیں۔ وہ اپنے فضل سے اس الیکشن میں بھی کانگرس کو حسب سابق نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ کیونکہ ہمارا انحصار تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ہند آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

وقفِ جدید کے سالِ نو کا اعلان

یہ تحریک خاص اہمیت رکھتی ہے اس لئے نئے سال میں اسے کامیاب بنانے کے لئے غیر معمولی جدوجہد کی جائے

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو خطبہ جمعہ میں وقفِ جدید کے دسویں سال کا اعلان فرمایا اور وقفِ جدید کی اہمیت نہایت پُر زور الفاظ میں واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت نے اس تحریک کی عظمت اور اہمیت کو ابھی تک کما حقہ محسوس نہیں کیا ورنہ ان کی طرف سے اس بارہ میں ایسی بے توجہی ظہور میں نہ آتی اور اس چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور بطور معلمین اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ

"خدا تعالیٰ کی رحمت کے بہت سے دروازوں میں سے رحمت کا دروازہ جو ہم پر کھولا گیا ہے وہ وقفِ جدید کا دروازہ ہے اس نظام کے ذریعہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے نیکیاں کرنے اور رحمتیں کمانے کا سامان پیدا کر دیا۔"

ہر تحریک جو اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبۂ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ میں جاری کی گئی ہے۔ نبّئ عبادی انّی انا الغفور الرحیم کہ کسی طرح افراد جماعت اور ہماری آئندہ نسلیں بھی اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رحمت کو حاصل کرنے والی بنیں۔

وقفِ جدید کی تنظیم

وقفِ جدید کی تحریک جماعت کی تربیت کے لئے بڑی اہم تنظیم ہے اس کی اہمیت کو پوری طرح جماعت نے نہیں سمجھا کیونکہ اگر وہ سمجھتے تو اس سے وہ ایسی بے اعتنائی نہ برتتے وقفِ جدید کو جاری ہوئے ۸-۹ سال گذر چکے ہیں اور ابھی تک اس کا چندہ مطلوبہ معیار تک نہیں پہنچا۔

حضور نے فرمایا:-

"وقفِ جدید کی جو اہمیت ہماری نظروں سے اوجھل تھی وہ وقفِ عارضی کے واقفین کی رپورٹوں سے ہماری آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ اور ہم میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہم سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوا ہے کہ ہم نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وقفِ جدید کے مطالبات پورا کرنے کی اتنی کوشش اور محنت نہیں کی جتنی ہمیں کرنی چاہئے تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو مقصد وقفِ جدید کے قیام کا تھا وہ پوری طرح حاصل نہیں ہو سکا۔"

"بعض جماعتوں کے عہدیداروں نے جب کہ رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے جماعتوں کو بتایا ہی نہیں کہ مرکز سے کیا آواز اُٹھ رہی ہے کیا مطالبہ ہو رہا ہے اور کیا ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں اور اس کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ کی کس قدر اور کس شان کے ساتھ رحمتیں نازل ہو رہی ہیں ایسی جماعت کے دوست نیم بے ہوشی کی سی حالت میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس طرف چل رہے ہیں جس طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام چلانا چاہتے تھے مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم اس رفتار سے نہیں چل رہے جس رفتار سے مسیح موعودؑ ہمیں چلانا چاہتے تھے...... پس چُست ہونے کی ضرورت ہے اخلاص میں بڑھ کر ہونے کی ضرورت ہے قربانیوں میں تیز تر ہونے کی ضرورت ہے۔"

آخر میں حضور نے اس تحریک کے بابرکت ہونے کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی ہے کہ

"اے خدا اپنی رحمت کے چشموں سے ہماری بنجر زمین کو سیراب کر اے خدا ہمارے ذریعہ سے ان وعدوں کو پورا کر جو تو نے مسیح موعودؑ کو دئیے تھے اے خدا ہمیں یہ توفیق عطا کر کہ ہم ان قربانیوں کو تیرے حضور پیش کریں جو تو اپنی اس جماعت سے چاہتا ہے۔"

پس صدر صاحبان، مبلغین کرام اور سیکرٹریانِ مال فوری طور پر توجہ فرماتے ہوئے اپنی اپنی جماعتوں کے جملہ افراد مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا وعدے لکھوائیں نہ صرف وعدے لکھوائیں بلکہ اپنے وعدوں کو دوگنا کریں اور وہ مخلصین جنہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اپنے وعدوں کو دوگنا تو کر دیا ہے مگر حیثیت سے بہت کم وعدے کئے ہیں وہ اپنے وعدوں پر نظر ثانی فرما دیں اور فہرست جلد ارسال فرما دیں تاکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا ارسال کی جا سکے۔

اعانت بدر

مکرم محمد عبداللہ صاحب قریشی رنگم پیٹ ضلع گلبرگہ سے اعانت بدر میں مبلغ ۵ر ارسال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ منیر احمد صاحب قریشی نے میٹرک کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ احباب جماعت اس عزیز کی مزید دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا فرما دیں۔

(منیجر بدر)

خطبہ جمعہ

اسلام کی روح تقویٰ میں ہے

تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ انسان ہر عمل محض رضائے الٰہی کی خاطر کرے

اس مقام کو حاصل کر کے انسان اللہ تعالیٰ کے غیر محدود فضلوں کا وارث ہو جاتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۶ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ پڑھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

(انفال ع ۴)

اس کے بعد فرمایا

گزشتہ پندرہ سولہ دن سے

مجھے گردوں میں انفیکشن (INFECTION) اور سوزش کی تکلیف رہی ہے۔ ایک تو خود یہ بیماری ضعف پیدا کرتی ہے۔ دوسرے آج کل جو ادویہ اس بیماری میں دی جاتی ہیں ان کے نتیجہ میں ضعفِ قلب اور ضعفِ دماغ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے کہ بیماری بہت حد تک دور ہو چکی ہے اور قابو میں ہے۔ لیکن قارورہ کا جو آخری ٹیسٹ ہوا ہے اس میں بھی پس سیلز (Pus cells) اور ریڈ سیلز (Red cells) پائے گئے ہیں۔ دوائی چھوڑنے کے بعد انفیکشن کچھ زیادہ ہو گئی ہے (۲۵/۱۲) آج بھی میں بہت شدید تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔ لیکن اس خیال سے کہ

رمضان شروع ہو چکا ہے

مجھے اپنے بھائیوں اور دوستوں سے ایک دو باتیں بطور یاد دہانی اور ذکر کے کہنی چاہئیں۔ میں ضعف کے باوجود یہاں اپنے بھائیوں سے ملنے اور کچھ کہنے کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن کریم میں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں اور پھر اپنے عملی نمونہ سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریروں اور ملفوظات میں اسلام کی جس بنیادی چیز کی طرف ہمیں متوجہ کیا اور بڑے زور اور شدت سے جس کی ہمیں تلقین کی۔ اور جس کے متعلق فرمایا کہ اسلام کی روح یہی ہے اسے چھوڑنا نہیں۔ اسے بھول نہ جانا۔ اسے ترک نہ کر دینا۔ اس کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا وہ چیز تقویٰ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نثر میں اور نظم میں۔ اور اپنی تقریروں اور ملفوظات میں اور اپنی کتب میں غرض ہر موقعہ اور ہر مقام اور ہر جگہ اس بات پر بڑا ہی زور دیا ہے کہ

اسلام کی روح تقویٰ میں ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

سنو ہے حاصلِ اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

یعنی اسلام کا نچوڑ اور لب لباب اور حاصلِ اسلام تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ کی مثال اسلام میں ایسی ہے۔ جیسے کہ شراب اور جام کی مثال ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ کا عشق تقویٰ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ تقویٰ ہی ہے جو خدا کے عشق کو اللہ تعالیٰ کی محبت کو ثابت کر دکھاتا اور اس کی حفاظت کرتا ہے کسی کا تقویٰ ہی ہمیں یہ بتاتا ہے کہ یہ انسان واقعہ میں اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والا۔ اس سے تعلق رکھنے والا اور اس سے محبت رکھنے والا ہے۔ کیونکہ یہ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتا ہے۔

اسلام کی اصطلاح میں

تقویٰ کے معنے

یہ ہیں کہ انسان اپنے نفس کی اس رنگ میں اور اس طور سے حفاظت کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول نہ لینے والا ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا ہو۔ اس کا "کرنا" اور اس کا "ترک کرنا" ہر دو اس بات پر منحصر ہوں کہ آیا اس چیز کے کرنے سے میرا رب راضی ہوگا۔ آیا اس چیز کو ترک کر دینے کے نتیجہ میں میں اپنے مولیٰ اور اپنے پیدا کرنے والے کی محبت کو حاصل کر لوں گا۔ اگر اس کا علم۔ اگر اس کی فراست اس کو یہ کہے کہ اگر تم نے یہ چیز چھوڑ دی تو تمہارا پیدا کرنے والا تم سے خوش ہو جائے گا اگر تم نے ان باتوں کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ تو وہ اسے کرنے لگ جائے گا یا ترک کر دے گا۔ غرض اس اصول کے مطابق وہ بعض چیزوں کو ترک کرتا ہے۔ اور بعض چیزوں کو اختیار کرتا ہے۔ پھر تقویٰ ہی یہ بتاتا ہے کہ نیکی اور بدی کا فیصلہ میرے اختیار میں نہیں بلکہ جو چیز اور جب میرا رب کہے کہ کرو مجھے کرنی چاہیئے اور جب اور جس چیز کے متعلق وہ کہے کہ نہ کرو۔ مجھے نہیں کرنی چاہیئے۔ اسلام کی روح اور حقیقت یہ ہے۔ اور

اگر آپ غور کریں

تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ اس مقام کو حاصل کر لینے کے بعد انسان پر ایک فنا وارد ہو جاتی ہے۔ اس کا اپنا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس کی ہر حرکت اور اس کا ہر سکون اپنے مولیٰ کے لئے ہو جاتا ہے۔ وہ کسی چیز سے اس لئے نفرت نہیں کرتا کہ اس کی طبیعت یا اس کی عقل اس چیز کو برا سمجھتی ہے بلکہ وہ صرف اس وقت اور ان چیزوں اور ان اعمال سے نفرت کرتا اور ان سے پرہیز کرتا ہے جب وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرا خدا یہ کہتا ہے یہ چیزیں یہ اعمال قابل نفرت ہیں۔ اور یہ کہ ان کے قریب بھی تمہیں نہیں جانا چاہیئے۔ وہ یہ ایمان رکھتا ہے کہ مجھے اس بات کی سمجھ آئے یا نہ آئے کہ یہ چیزیں کیوں قابل نفرت ہیں۔ لیکن چونکہ وہ میرے رب کو پسند نہیں اس لئے مجھے بھی پسند نہیں۔ غرض جب وہ کسی چیز کو اچھا سمجھتا اور محبت اور شوق کے ساتھ اسے کرتا اور اس پر عمل پیرا ہو کر ہر قسم کی دنیوی تکالیف اپنے اوپر لیتا ہے تو اس لئے نہیں کہ دنیا اس چیز کو اچھا سمجھتی ہے یا اس کا نفس اس چیز کو اچھا سمجھتا ہے بلکہ صرف اور صرف اس وجہ سے کہ وہ اس یقین پر قائم ہوتا ہے کہ میرے محبوب میرے رب کی نگاہ میں ایسا کرنا محبوب اور پسندیدہ ہے۔ اور اگر میں یہ اعمال بجا لاؤں تو میرا خدا مجھ سے [illegible] ہو جائے گا [illegible] مقصد اس کے سامنے نہیں ہوتا [illegible]

اپنے رب کی رضا کے۔ اور اُسے کسی چیز کی تلاش نہیں ہوتی سوائے اپنے پیدا کرنے والے کی محبت کے

اللہ تعالیٰ نے اس مختصر سی آیت میں جو میں نے پڑھی ہے

بڑا ہی لطیف مضمون

بیان کرتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لانے کا دعوےٰ کرتے ہو جو یہ کہتے ہو کہ ہم نے اپنے رب کو ان پاکیزہ اور مقدس اور کامل اور مکمل صفات کے ساتھ مانا ہے جو اسلام نے اس کی پیش کی ہیں۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہو کہ اس کی بھیجی ہوئی آخری شریعت پہ ہم ایمان لاتے۔ جو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہم اس کے محبوب، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حقانیت کو تسلیم کرنے والے ہیں۔ اور اس پر پختہ ایمان رکھنے والے ہیں۔ ہم تمہیں یہ بتاتے ہیں کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو [illegible] تو اللہ تعالےٰ کا تمہارے ساتھ یہ سلوک ہوگا کہ وہ تمہیں فرقان عطا کرے گا۔ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ حقیقی تقوےٰ پہ قائم ہونا اور تقویٰ کی راہوں پہ چلنا اور تقوےٰ کے نور میں لپیٹ کر اپنی زندگی کو گزارنا یہ ایک امتیازی اور ممتاز زندگی ہے۔ اگر تم خدا تعالےٰ کی خاطر دنیا کو چھوڑ کر اس کی رضا کی جستجو میں ایک ممتاز زندگی کو اختیار کرو گے تو

تمہیں خوشخبری ہو

سلوک بھی بڑا ممتاز ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ بڑے امتیاز کے سامان تمہارے لئے پیدا کرے گا۔ تم انسان ہو گے۔ لیکن دوسرے انسانوں سے ممتاز ہو گے۔ خدا تعالےٰ ہزاروں راہیں تمہارے امتیاز کے اظہار کے لئے دنیا پر کھول دے گا۔ وہ دنیا کو یہ بتائے گا کہ یہ میرا بندہ ہے۔ اس نے میری خاطر دنیا کو چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ ہر قسم کی تکلیف اور ہر قسم کی ایذا رسانی میرے لئے بشاشت کے ساتھ قبول کرنے والا ہے۔ ساری دنیا اسے ذلیل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ ساری دنیا اسے رسوا کرنے کے درپے ہو جائے۔ ساری دنیا اسے ہلاک کرنے پر تُلی ہوئی ہو۔ تب بھی یہ دنیا کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ جب میری آنکھ یہ پیار دیکھتی ہے تو ساری دنیا کے دُکھ یہ بھول جاتا ہے۔ جب اُسے میری رضا کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے تو دنیا کی کوئی تکلیف اس کے لئے تکلیف نہیں رہتی۔ یہ میرا بندہ ہے۔ اس نے میرے لئے ایک امتیازی زندگی کو اختیار کیا ہے۔ میں بھی اس کے ساتھ ایک جُدا گانہ سلوک اختیار کروں گا اور اس کے امتیاز کے بڑے سامان پیدا کروں گا

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ تقوےٰ کی راہوں پہ گامزن ہونے والوں کو میں ایک نور عطا کروں گا اور انہیں اس نور کے ذریعہ یہ توفیق دوں گا کہ وہ حق اور باطل میں فرق کرنے لگیں۔ سچی باتیں دنیا پہ مشتبہ ہو تو ہوں ... لئے

حق و باطل ... اور جھوٹی بات میں اتنا فرق ہوگا کہ کبھی بھی انہیں کوئی دھوکہ نہیں لگے گا۔ تقویٰ کے نتیجہ میں ان کے لئے ایک نور آسمان سے نازل ہوگا۔ وہ نور ان کے آگے آگے چلے گا اور روشنی اور اندھیرے میں فرق کرتا چلا جائے گا۔ ان کے عمل بھی نور بن جائیں گے۔ ان کے اقوال بھی نور بن جائیں گے۔ ان کے خیالات بھی نور بن جائیں گے۔ ان کی زندگی سراپا نور بن جائے گی۔ کیونکہ انہوں نے میرے لئے تقوےٰ کی راہوں کو اختیار کیا تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی کمزوریاں دور کر دی جائیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تقوےٰ کی راہوں کو اختیار کرنے کے دن سے اور وقت سے پہلے جو غفلتیں اور کوتاہیاں ان سے ... سرزد ہوئی ہوں گی اللہ تعالےٰ انہیں معاف کر دے گا۔ وہ ان کے اوپر اپنی مغفرت کی چادر ڈال دے گا۔ اور ایک معصوم کی سی زندگی انہیں عطا کرے گا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے کو بڑے پیار سے فرمایا کہ یہیں پر بس نہیں بلکہ

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اللہ تعالےٰ کے فضلوں کا اندازہ لگانا بھی تمہارے لئے ممکن نہیں ہے اس لئے ہم ان فضلوں کو بیان نہیں کرتے۔ لیکن اصولی طور پر تمہیں یہ بتا دیتے ہیں کہ

اللہ بڑا ہی فضل والا ہے

وہ تم پر اتنے فضل کرے گا کہ جب تم ان فضلوں کے وارث ہو گے صرف اس وقت تم ...

ان کی حقیقت محسوس ہوگی اور تب تمہیں ان کی لذت اور سرور ملے گا تب تمہیں معلوم ہوگا کہ خدا کس قدر فضل کرنے والا ہے۔ پھر یہیں پر بس نہیں ہوگی۔ بلکہ فضل کے بعد فضل تمہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملتا چلا جائے گا۔ اس لئے کہ تم نے اس کی خاطر تقوےٰ کی راہوں کو اختیار کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے بھی اور آپ کو بھی تقوےٰ عطا کرے کہ اس کے فضل کے بغیر تقوےٰ کا حصول بھی ممکن نہیں۔

بدر کیلئے خاص توجہ کی ضرورت

احباب جماعت اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہندوستان کی احمدی جماعتوں کی تربیت اور اصلاح کے لئے مرکز سے صرف ایک ہی اخبار بدر شائع ہوتا ہے جو احباب کی تربیت کے علاوہ مرکزی تحریکات وغیرہ بھی جماعتوں تک پہنچاتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ واحد اخبار بھی ہمیشہ مالی مشکلات سے دوچار رہتا ہے گذشتہ جلسہ سالانہ کے مبارک ایام جماعت کے مخیر احباب نے بدر کی دل کھول کر اعانت فرمائی تھی۔ لیکن امسال اعانت بدر میں بہت کم دوستوں نے حصہ لیا ہے۔ جس سے بدر کے لئے اور بھی مالی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں اس لئے مبلغین حضرات پریذیڈنٹ صاحبان نیز دیگر عہدیداران جماعت اور ذی اثر احباب جماعت سے گذارش ہے کہ وہ فوری توجہ دے کر بدر کی اعانت اور اس کی خریداری کے لئے پوری جد وجہد فرما کر بدر کی مالی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش فرمائیں۔ ایسے مخیر دوست جو اس کی اعانت فرما سکتے ہوں وہ اس کار خیر میں جلدی فرمائیں اور اعانت کی رقوم مرکز میں بھجوا کر دفتر بدر کو اس سے مطلع فرما دیں۔ خدا تعالےٰ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے اور بدر جماعت کی روحانی و اخلاقی تربیت کا کام سر انجام دیتا رہے (ایڈیٹر)

قسط ۱

قبولیت دعا کے شیریں پھل

تقریر مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور اسٹیٹ بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۶ء

اسلام کا مطلب خدا کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کرنا اور پھر اس دعا میں لگے رہنا جو سورۂ فاتحہ میں مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے تمام اسلام کا مغز یہ دونوں چیزیں ہیں۔ یہ وہ وقف ہے جس کی قبولیت کے لئے تقویٰ شرط ہے اور جب قبولیت کی سعادت نصیب ہوتی ہے تو اُس کی علامتوں میں سے ایک علامت قبولیت دعا بھی ہے۔ اس کی لذّت کو شیریں پھلوں کی لذّت سے تشبیہ دی گئی ہے حقیقتاً یہ وہ پھل ہیں جن کو گنا ہگار، نافرمان اور کافر دنیا میں نہیں چکھ سکتے ہاں متقی اور مومن کے لئے بشارت ہے کہ اُسے دو جنّت ملیں گے ایک اس جہان میں ایک دوسرے جہان میں دوسرے جہان کا جنت بھی اسی دنیا میں انسان کے نیک اعمال سے تیار ہوگا۔ یہ لوگ جو دو جنتوں کے حقدار ٹھہرائے گئے ہیں۔ یہ اُن پھلوں کی شیرینی کو جو قبولیت دعا کے نتیجہ میں نہایت لذیذ مبشر رؤیا۔ مبشر کشوف اور مبشر الہاموں کی شکل میں دیدار الہٰی سے مشرف ہونے کے لئے اُن کو ملے گی جس کا اظہار قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا۔ (البقرہ)

یعنی جب کبھی اُن باغوں کے پھل میں کچھ رزق اُنہیں دیا جائے گا۔ وہ کہیں گے یہ تو وہی (رزق) ہے جو ہمیں اس سے پہلے بھی دیا گیا تھا اور اُن کے پاس لایا جائے گا وہ (رزق) ملتا جلتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں یہ پھل چکھنے والا ہی اس کا اظہار مندرجہ بالا الفاظ میں کرے گا۔ بار گاہِ ربّ العزت سے اس دولت اصطفاء و قبولیت حاصل کرنے والوں کا خدا تعالیٰ نے ان آیات میں ذکر فرمایا ہے۔

تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ۔ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ۔ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۔

ترجمہ:۔ تو اگر اُنہیں دیکھے تو اُنکے چہروں میں نعمت کی شادابی محسوس کرے گا۔

سنو جو لوگ اللہ تعالےٰ سے سچی محبت رکھنے والے ہیں اُن پر نہ کوئی خوف مستولی ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقوےٰ کو ہمیشہ لازم حال رکھتے تھے اُن کے لئے اس ورلی زندگی میں بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے بشارت پانے کا انعام مقرر ہے۔ اور بعد والی زندگی میں بھی اللہ تعالےٰ کی فرمودہ باتوں میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ یہی وہ کامیابی ہے جو بڑی عظیم الشان کامیابی کہلا سکتی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہوگئے تھے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو۔ اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم دُنیا میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور اس یعنی جنت میں جو کچھ تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے۔ وہ بھی تم کو اُس میں ملے گا۔ اور اے رسول جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تو جواب دے کہ میں اُن کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ یعنی دعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

قبولیت دعا کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضل عظیم

ہر نعمت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عظیم حصہ پایا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔

یہ سب آیات آپ کے ہر نعمت سے دوسرے انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر حصہ پانے پر شاہد ہیں۔ چنانچہ اسی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

(۱) تَمَّتْ عَلَیْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِیَّةٍ
خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانٖ

ترجمہ:۔ ہر قسم کی فضلیت کی صفات آپ میں علی الوجہ الاتم موجود ہیں۔ اور ہر زمانے کی نعمت آپ کی ذات پر ختم ہے۔

(۲) هُوَ جَنَّةٌ اِنِّیْ اَرٰى اَثْمَارَهٗ
وَقُطُوْفُهٗ قَدْ ذُلِّلَتْ لِجَنَانِیْ

ترجمہ:۔ آپ ایک باغ میں ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے پھل اور گچھے اور خوشے جھکا کر میرے دل کے قریب کئے گئے ہیں۔

قبولیت دعا کے دو طریق

(۱) ابتلائی (۲) اصطفائی

(۱) ابتلائی قبولیت دعا

بطور ابتلاء کبھی گنہگاروں اور نافرمانوں بلکہ کافروں کی دُعا بھی قبول ہوتی ہے۔ مگر ایسا قبول ہونا حقیقی قبولیت نہیں بلکہ از قبیل استدراج و امتحان ہوتا ہے اور ایسی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ خدا تعالےٰ دعا قبول کرکے بذریعہ اپنے مکالمہ کے اُس کی قبولیت کی اطلاع بھی دیوے۔ نہ وہ دعائیں ایسی اعلےٰ پایہ کی ہوتی ہیں جن کا قبول ہونا ایک امر عجیب اور خارق عادت متصور ہوسکے۔ یہ دعائیں شاذ و نادر قبول ہوتی ہیں۔

(۲) اصطفائی قبولیت دعا

اس میں مندرجہ ذیل نشان نمایاں ہوتے ہیں۔

(ا) اوّل دعا کرنے والا متقی اور راستباز اور کامل فرد ہوتا ہے

(ب) اُسے دعا کی قبولیت کی بذریعہ مکالمات الٰہیہ اطلاع دی جاتی ہے۔

(ج) اُس کی اکثر وہ دعائیں قبول کی جاتی ہیں جو نہایت اعلےٰ درجہ کی اور پیچیدہ کاموں کے متعلق ہوتی ہیں۔ جن کی قبولیت سے کھل جاتا ہے کہ یہ انسان کا کام اور تدبیر نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کا ایک خاص نمونہ قدرت ہے جو خاص بندوں پر ظاہر ہوتا ہے۔

(د) یہ دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ بسا اوقات صاحب اصطفاء ایسی مشکلات میں پھنس جاتا ہے جس سے اُس کا بچ نکلنا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے اور ایسی حالت جب دنیادار و دیگر آتی ہے۔ تو وہ کمزوریٔ ایمان سے خودکشی کرلیا کرتے ہیں۔ لیکن ایسے نازک وقتوں میں صاحب اصطفاء بوجہ اپنی قوت ایمانی اور تعلقِ خاص کے خدا تعالےٰ کی طرف سے نہایت عجیب و عجیب مدد دیا جاتا ہے اور عنایت الٰہی ایک عجیب طور سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے کہ محرم راز کا دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے کہ یہ شخص موید الٰہی ہے۔

(ہ) پانچویں یہ کہ صاحب اصطفائی دعا کا عنایات الٰہیہ کا مورد ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ اُس کے تمام کاموں میں اُس کا متولی ہوجاتا ہے۔ اور عشق الٰہی کا نور اور مقبولانہ کبریائی کی مستی اور روحانی لذت یابی اور تنعم کے آثار اُس کے چہرہ میں نمایاں ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائیں!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے منظوم کلام میں اپنے آقا حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعاؤں کا نقشہ یوں پیش فرمایا ہے۔

(۱) کس چہ میداند کزاں نالہ ہا باشد خبر
کاں شفیعے کرد از بہر جہاں در کنج غار

ترجمہ۔ کون جانتا ہے اور کس کو اُس آہ و زاری کا علم ہے جو اُس شفیع الوریٰ نے دُنیا کی خاطر غار حرا میں کی۔

(۲) من نمے دانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاندراں غارے در آورد آں حزین دلفگار

ترجمہ۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کونسا درد اندوہ اور غم تھا جو اُسے حزین دلفگار کرکے غار میں لاتا تھا

(۳) نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوف کثرت مور و مار

ترجمہ۔ نہ تو اُسے تاریکی سے وحشت ہوتی تھی۔ اور نہ تنہائی سے خوف تھا۔ نہ اُس کو موت کا غم تھا۔ اور نہ ہی بچھو اور سانپ کے ڈسنے کا اندیشہ تھا۔

(۴) کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربانِ جہاں
نے بجسم خود تعیش نے بنفسِ خویش کار

ترجمہ:۔ وہ کشتۂ قوم مخلوقِ الٰہی پر فدا اور اہلِ جہاں پر قربان تھا نہ اسے اپنے جسم کی طرف کوئی توجہ تھی اور نہ اپنی جان سے کوئی کام تھا۔

(۵) نعرہ ہائے پُر دردے ز داز بہِ خلقِ خدا
شد تضرع کارِ او پیشِ خدا الیل و نہار

ترجمہ۔ وہ مخلوقِ خدا کی خاطر پُر درد آہیں بھرتا تھا اور خدا تعالیٰ کے سامنے رات دن تضرع کرنا اس کا کام تھا

(۶) سخت شورے بر فلک اُفتاد زاں عجز و دعا
قدسیاں را نیز شد چشم از غم آں اشکبار

ترجمہ اس کے عجز اور دعا کی وجہ سے آسمان پر سخت شور برپا ہو گیا۔ اور اس کے غم کی وجہ سے فرشتوں کی آنکھیں بھی اشکبار ہو گئیں۔

(۷) آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہِ لطفِ حق بر عالم تاریک و تار

ترجمہ۔ آخر اس کے عجز و دعا اور تضرع کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس تاریک و تار دنیا پر لطف کی نگاہ کی۔

دنیا کی تاریخ میں دعاؤں کا سب سے بڑا معجزہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا کی تاریخ میں سب سے عظیم الشان انقلاب برپا کرنے والے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دعاؤں کا یوں نقشہ کھینچتے ہیں:۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں ایک دفعہ ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا وہ ایک فانی فی اللہ (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَنْزِلْ عَلَيْهِ أَنْوَارَ رَحْمَتِكَ إِلَى الْأَبَدِ۔

(برکات الدعا ص)

بے مثال قبولیت دعا کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بعد آپ کے روحانی مجدد دنیا میں ہمیشہ آتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس مضمون کو مندرجہ ذیل آیت میں بیان فرماتا ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (سورۃ ابراہیم ع ۴/۲۵)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کلامِ پاک کے متعلق حقیقت کو مثال کے ذریعہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک پاک و ...

واقعہ صلیب کے بعد حضرت مریم صدیقہ کہاں گئیں؟

عیسائی آثار کی شہادت

(محترم شیخ عبد القادر صاحب حالی سٹریٹ اسلامیہ پارک لاہور)

ولیم سمتھ کی بائیبل ڈکشنری میں "مریم" کے عنوان کے نیچے لکھا ہے:۔

"مذہبی اور غیر مذہبی لٹریچر میں شاید ہی کوئی ایسی شخصیت ہوگی جس کے ارد گرد روایات کا اتنا تانا بانا بُنا گیا ہو اور جس کے سوانح کا حصہ اتنا مختصر ہو جتنا مقدس مریم کا ہے۔"

ان الفاظ سے ایک مورخ کی مشکلات کا اندازہ کیجئے۔ بہر کیف عیسائی آثار کی روشنی میں واقعہ صلیب کے بعد مریم صدیقہ کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہود نامسعود نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا تو اس وقت حضرت مریم موجود تھیں اور بچشم گریاں اس روح فرسا منظر کو دیکھ رہی تھیں۔ اپنی والدہ کو آپ نے اپنے محبوب حواری یوحنا کی کفالت میں دے دیا۔ (یوحنا $\frac{19}{26-27}$)

۲۔ واقعہ صلیب کے ڈیڑھ ماہ بعد حضرت مریم حواریوں کے ساتھ مل کر عبادات میں حصہ لیتی رہیں۔ (اعمال $\frac{1}{14}$)

۳۔ اس کے بعد ہمارے پاس کوئی یقینی خبر نہیں کہ حضرت مریم کہاں گئیں اور نہ ہمیں یہ علم ہے کہ کب اور کس جگہ انہوں نے وفات پائی۔"

(زیر لفظ Mary)

یہ الفاظ امریکن انسائیکلوپیڈیا کے ہیں

۴۔ قرون اولیٰ میں حضرت مریم کے بارہ میں عیسائی مختلف الخیال تھے۔

ا۔ بعض سمجھتے تھے کہ یوحنا حواری جب ایشیا گئے تو حضرت مریم ہمراہ تھیں اس روایت سے حضرت مریم کے افسس (ایشیائے کوچک) میں جانے اور وہاں وفات پانے کی روایت مشہور ہوئی۔

ب۔ مکاشفات یوحنا عارف میں ابلیس کے حملہ سے ایک آسمانی عورت کے بچ نکلنے اور بیابان میں ہجرت کر جانے کا ذکر ہے۔ قرونِ اولیٰ کے عیسائی سمجھتے تھے کہ یہ کشف حضرت مریم کی وفات پر منطبق ہوتا ہے۔

ج۔ ایک گروہ یہ سمجھتا تھا کہ حضرت مریم واقعہ صلیب کے کچھ عرصہ بعد یروشلم میں وفات پا گئیں اور کدرون مقام پر دفن ہیں۔

د۔ بعض لوگ یہ سمجھنے لگے کہ وہ شہید ہو گئیں۔

ہ۔ آخر میں اس روایت نے یہ شکل اختیار کر لی کہ قبر سے نکل کر مریم آسمان پر چلی گئیں۔ اس طرح وہ زندہ جاوید ہیں۔

ان سب روایات کا ذکر چوتھی صدی میں مقدس ایپی فینیس (Apiphanius) نے کیا ہے۔

۵۔ ان روایات میں سے کونسی روایت صحیح ہے۔ اس کا فیصلہ مصر کے آثار قدیمہ سے نکلنے والی "فلپ کی انجیل" سے ہوتا ہے۔ یہ انجیل عیسائیوں کے باطنی فرقہ نے دوسری صدی میں مرتب کی۔ ۱۹۴۵ء میں بالائی مصر کے ایک قبرستان سے باطنی فرقہ کے صحائف کا انکشاف ہوا ان میں یہ انجیل بھی شامل تھی۔ فلپ کی انجیل میں لکھا ہے:۔

There were Three who walked with The Lord at all times, mary his mother and his Sister and Magdalene whom They called his consort for Mary was his sister and his mother and his Consort. P. 97

"تین خواتین یسوع کے ساتھ ہمہ وقت شریکِ سفر تھیں۔ مریم اس کی والدہ مریم اس کی بہن اور مریم میگدلینی جو خسر الذکر خاتون کو لوگ یسوع کی رفیقۂ حیات بھی کہتے ہیں۔

پس ایک مریم یسوع کی بہن تھی، دوسری ماں اور تیسری آپ کی رفیقۂ حیات۔"

یسوع کی بہن مریم کون ہے؟ چوتھی صدی کے مقدس ایپی فینیس کا قول ہے کہ یسوع کی ایک بہن کا نام مریم تھا۔

اسی انجیل فلپ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کو غلط عقیدہ بتایا گیا۔ لکھا ہے:۔

Those who say that The Lord died first and then rose up are in error for he rose up first and Then died. P. 32

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح پہلے مرے اور پھر زندہ ہو گئے غلطی خوردہ ہیں۔ وہ (موت کے مشابہ حالت سے) پہلے جی اُٹھے۔ پھر (طبعی موت) سے وفات پائی۔

صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے انہوں نے موت سے ہمکنار ہو کر نئی زندگی پائی اور پھر ان کی وفات ہوئی۔ زندگی بھر والدہ یسوع ان کے ہمراہ رہیں۔ قرآن کریم میں "کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ" اور "اٰوَیْنٰهُمَآ ..." الخ میں بھی اشارہ ہے کہ مریم

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

The Book of Mary by Daniel Papa P. 134-135

ہم ہم۔ درخت کی طرح ہوتا ہے جس کی جڑھ مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتی ہے اور اس کی ہر ایک شاخ آسمان کی بلندی میں پہنچی ہو۔ وہ ہر وقت اپنے رب کے اذن سے اپنا تازہ پھل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے اُن کی ضرورت کی تمام باتیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو ...

* اسے کلمہ طیبہ سے مراد ہمیں تو خدا رسیدہ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ اس آیت کے مضمون کے تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قبر میں رکھے گئے وہ ایک پاک ...

حقیقی اسلام

تقریر مولوی عبد الحق صاحب فضل برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۶ء

(۱)

جناب صدر و سامعین کرام میری تقریر کا عنوان ہے "حقیقی اسلام" جس کے تحت پر امن تمدن و معاشرہ کے متعلق اسلام کے چند سنہری اصول بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

اسلام کے معنے کامل اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں۔ یہ لفظ "سلم" سے نکلا ہے جس کے معنے آشتی اور صلح کے ہیں۔ ان معانی میں درحقیقت علم تمدن کا ایک بنیادی نکتہ بیان کیا گیا ہے کیونکہ پر امن تمدن اور معاشرہ وہی ہو سکتا ہے جس کے ہر شعبۂ زندگی میں فطرتی قوانین کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کی روح موجود ہو۔ اور جس میں صلح اور امن کے اسباق دلنشین کرائے گئے ہوں۔ اس کے مقابل پر جس معاشرہ میں قانون شکنی اور بات بات پر دنگا اور فساد کے لاوے پھوٹتے ہوں اسے کبھی بھی ترقی یافتہ تمدن اور معاشرہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

عنوان میں "اسلام" کے ساتھ "حقیقی" کا لفظ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اسلام کے لئے دو دور مقدر تھے دور اول کا آغاز آج سے چودہ سو سال قبل سید الانبیاء و رہبر الورٰی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اسلام اکناف عالم میں پھیل گیا جس کے بعد قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر ایک خطرناک دور تنزل وارد ہوا۔ تب الٰہی نوشتوں کے مطابق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھ سے چودہویں صدی کے ابتداء میں ہی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز اسی مقدس سرزمین قادیان دار الامان سے ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مسلمان فرقہ در فرقہ ہو کر قعر مذلت میں گر چکے تھے اور ان کے عقائد اور اعمال میں بے نظیر فساد برپا ہو چکا تھا۔ علماء زمانہ علماءھم شرمن تحت ادیم السماء کے بقول حدیث نبوی نیم ملا خطرہ ایمان کے مصداق دکھائی دے رہے تھے۔ تب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑے ہو کر اسلام کے اس روشن چہرہ کو بے نقاب کیا جو چودہ سو سال کے تہ بہ تہ پردوں میں چھپ گیا تھا۔ اور یہی وہ حقیقی اسلام ہے جسے لے کر جماعت احمدیہ اٹھی ہے اور یہ چھوٹی سی بستی سے کھڑی ہونے والی یہ جماعت اب زمین کے کناروں تک پھیل چکی ہے۔

سچی ہمدردی

پر امن تمدن کے لئے بنیادی چیز یہ ہے کہ انسانی قلوب میں سچی ہمدردی کے جذبات ایک دوسرے کے لئے ابھرتے رہیں۔ قرآن کریم کی ابتدائی بلکہ ایک اعتبار سے پہلی آیت میں یہ پر حکمت نکتہ بیان کر دیا گیا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ یہ آیت کریمہ سورۃ فاتحہ کی بھی پہلی آیت ہے۔ اور سورۃ فاتحہ وہ مقدس سورہ ہے جسے بار بار نمازوں میں دہرایا جاتا ہے اور پورے قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ رب کے معنے ادنیٰ حالت سے تدریجاً ترقی دے کر اعلےٰ مقام تک پہنچانے والی ہستی کے ہیں۔ گویا ایک مسلمان اپنی نمازوں میں یہ اقرار کر رہا ہوتا ہے کہ ہم اس پاک ہستی کی حمد بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں جس کی صفت ربوبیت سے تمام بنی نوع انسان بلکہ ذرہ ذرہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ بائبل میں خداوند خدا بنی اسرائیل کا خدا یا موسےٰ کا خدا کہہ کر پکارا گیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کو ایک نبی یا ایک قوم کی طرف نسبت دی گئی ہے لیکن قرآن کریم میں رب العالمین کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کو تمام ملکوں اور تمام اقوام کا منبع قرار دیا گیا ہے اور اس طرح تمام بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی کے جذبات کو ابھارا گیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرائط بیعت میں شرط نہم یہ بیان فرمائی ہے کہ:

"یہ کہ عام خلق کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔"

مذہبی کٹرپن

دور حاضرہ میں بالخصوص ہمارے ملک میں مذہبی تعصب اور مذہبی کٹرپن انسانی معاشرہ میں خطرناک بدامنی پھیلانے کا باعث بنا ہوا ہے ہمارے سیاسی لیڈر بھی وقتاً فوقتاً اس کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں صدر جمہوریہ ہند جناب ڈاکٹر رادھا کرشنن نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-

"ہمارے ملک کو مذہبی کٹرپن کی وجہ سے بھی بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مذہبی گروہ دوسرے کو بنیادی طور پر غلط قرار دیتا ہے"۔

اس بیان کی تصدیق صرف ایک کتاب ستیارتھ پرکاش کے مطالعہ سے ہو جاتی ہے جس میں واجب الاحترام سکھ گوروؤں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دوسرے بزرگوں پر نہایت رکیک اور ناروا حملے کئے گئے ہیں۔ اور یہ امر یقیناً انسانی معاشرہ اور تمدن میں ایک مہلک زہر پھیلانے کے مترادف ہے۔ قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال قبل اس مسئلہ کو بھی حل کر دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت فمنہم من ھدی اللہ ومنہم من حقت علیہ الضلالۃ فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین"

اس آیت کریمہ میں چار نکات کی صورت میں اس مسئلہ کو حل کیا گیا ہے پہلا نکتہ یہ بتایا کہ ہر قوم میں ہم نے رسول بھیجے ہیں پس یقین کر لینا چاہیئے کہ جس طرح ملک عرب میں نوا قوام کے لئے نبی اور رسول مبعوث ہوتے رہے اسی طرح ہندوستان اور چین وغیرہ میں بھی قومیں آباد تھیں اس لئے یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے رسول آتے رہے ہیں۔

دوسرا نکتہ یہ بتایا کہ ان سب رسولوں کی بنیادی تعلیم یہ ہوتی تھی کہ ایک خدا کی پرستش کرو اور طاغوت یعنی چوہدری اور پاپ کا سرچشمہ ہے اس سے بچو۔

مرور زمانہ کی وجہ سے وید اور بائیبل وغیرہ میں بہت کچھ رد و بدل ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود ان مذہبی کتب پر غور کرنے سے یہ جھلک اب بھی ان میں دکھائی دیتی ہے کہ ان کتب کا نزول قیام توحید اور تزکیہ نفس کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہوا تھا۔

تیسرا نکتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان اقوام میں جب کوئی رسول مبعوث ہوتا تھا تو بعض ایمان لا کر ہدایت پا جاتے تھے اور بعض لوگ ان کی تکذیب اور مخالفت کر کے گمراہی میں غرق ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ہمارے ملک کے برگزیدہ رسول حضرت کرشن، رامچندر اور مہاتما بدھ اور ملک عرب میں مبعوث ہونے والے حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام وغیرہما پر بھی قوم کے بعض لوگ ایمان لاتے تھے۔ اور بعض نے شدید ترین مخالفت کی تھی۔

چوتھا نکتہ بطور مشاہدہ پیش کیا گیا ہے یعنی تم زمین پر چلو پھرو کہ نظر مشاہدہ کیا بتاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ان نبیوں کی تکذیب کرنے والوں کا کتنا برا انجام ہوا۔ راون اپنے وقت کا ایک مہاراجہ تھا جس نے حضرت رامچندر کی سخت مخالفت کی لیکن آج ہر اون کا تو پتلا جلایا جاتا ہے لیکن رامچندر کی شان میں اگر کوئی بدبخت گستاخی کرنے کی جرأت کرے تو کروڑوں انسان اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہی حالت ہمیں کرشن کے مقابل پر کنس کی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مقابل پر مخالف یہودیوں کی اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مقابل پر اس زمانہ کے مصر کی دکھائی دیتی ہے جو انا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ لگاتا تھا۔ لیکن آج اس کو کوئی کتنی ہی لعنت کرے کوئی پوچھے گا نہیں لیکن حضرت موسےٰ علیہ السلام کی توہین کرنے کے مدعے پر کروڑوں انسان ٹوٹ پڑیں گے۔

بہرحال قرآن کریم کی اس آیت پر غور کرنے سے ان چار نکات کی رو سے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت کرشن حضرت رامچندر اور حضرت بدھ کی صداقت ثابت ہو جاتی ہے اور یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا ایک بہت بڑا احسان ہے ان قوموں پر جو ان نبیوں پر ایمان رکھتی ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :-

"اس عظیم الشان نبی (یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) نے ہم کو سکھایا ہے کہ جن جن نبیوں اور رسولوں کو دنیا کی قوموں مانتی چلی آئی ہیں اور خدا نے عظمت اور قبولیت ان کی دنیا کے بعض حصوں میں پھیلا دی ہے۔ وہ درحقیقت خدا کی طرف سے ہیں اور ان کی آسمانی کتابوں میں گو دور دراز زمانہ کی وجہ سے کچھ تبدیلی ہو گئی ہو یا ان کے معنے خلافِ حقیقت سمجھے گئے ہوں مگر دراصل وہ کتابیں کن جانب اللہ اور عزت اور عظمت کے لائق ہیں۔"

(چشمۂ معرفت)

جماعت احمدیہ اس اصول کو پھیلانے کے لئے ہر سال جلسہ پیشوایانِ مذاہب بھی مناتی ہے۔ اور جہاں جہاں جماعتیں قائم ہیں اس روز ایک ہی اسٹیج پر سے ان پیشوایانِ مذاہب کی عزت و تکریم بیان کرنے کے لئے جلسے منعقد کرتی ہیں۔ اور متعدد مذہب کے پیرو اس اسٹیج پر سے جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام تقریریں کرتے ہیں۔ اگر آج مذہبی اور سیاسی لیڈر اس اصول کو پھیلانے کے لئے جماعت احمدیہ کے ساتھ تعاون کریں تو دیکھئے کیا دیکھتے وہ مذہبی کٹرپن اور تعصب ختم ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے ہندوستانی تمدن اور معاشرہ بری طرح مجروح ہو رہا ہے

... [illegible] ...

نسلی [illegible] ... ت پارت اور
چھوت چھات [illegible] ... بھی تمدن
اور معاشرہ ... [illegible] ... ہوتی ہے
قرآن کریم نے [illegible] ... بتایا
ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاایھا

الناس انا خلقناکم من ذکرٍ و انثیٰ و جعلناکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ اس آیت کریمہ میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ عورت اور مرد دونوں انسان ہیں یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب کہ ملک عرب میں عورت کے ساتھ حیوانوں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ جب کسی متوفی کا ترکہ تقسیم ہوتا تھا تو اس کی بیویاں بھی ساتھ ہی تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا بھی رواج تھا۔ اسی طرح ہمارے بھارت ورش میں عورتوں کو ترکہ نہیں ملتا تھا نہ انہیں تعلیم حاصل کرنے کا حق تھا۔ اور اگر کوئی شخص مر جاتا تو اس کی بیوی کے لئے بھی ضروری ہوتا کہ وہ اس کی بھڑکتی ہوئی چتا میں چھلانگ لگا کر خود کو ہلاک کر دے

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ تمہارے قبیلے اور گروہ صرف پہچاننے کے لئے ہیں۔ نسلی امتیاز کے لئے قائم نہیں کئے گئے ہیں۔ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی۔ جب غلاموں کے ساتھ حیوانوں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اور ہمارے بھارت ورش میں مذہب کی بنیاد ہی چار ورنوں پر قائم تھی۔ چھوت چھات کا دور دورہ تھا۔ شودر کے سامنے آ جانا بھی ایک مہاپاپ سمجھا جاتا تھا۔ قرآن کریم کی آیت میں بتایا گیا ہے کہ ہر قوم اور نسل انسانی کے لئے ترقیات کے دروازے یکساں کھلے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی شخص باعزت ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے۔ اگرچہ وہ کسی نسل و گروہ سے تعلق رکھتا ہو۔

گاندھی جی ایک کٹر ہندو خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ جس میں چھوت چھات زوروں پر تھی۔ یہاں تک کہ آپ کی ایک بیوہ بہن صرف اس لئے گاندھی جی کے آشرم میں نہیں جاتی تھیں کہ ان کے پاس اچھوت بھی آتے ہیں۔ لیکن گاندھی جی نے ساری کامیابی اسلام کے اسی اصول مساوات پر قائم ہو کر حاصل کی۔

خالدہ ادیب ترک کی ایک مشہور عورت نے جب ہندوستان کا دورہ کیا تو اس نے گاندھی جی سے دورانِ ملاقات یہ سوال کیا کہ آپ نے چھوت چھات کو ختم کر کے مذہبی اصولوں میں بیوں مداخلت کی ہے جس کی وجہ سے یہ مذہبی لوگ پنڈت وغیرہ آپ کے بدترین دشمن بن گئے ہیں۔ تو آپ نے اس کو جواب میں فرمایا کہ یہ لوگ ناسمجھ ہیں اب دنیا بہت ترقی کر چکی ہے۔ اب یہ قوموں کو زیادہ عرصہ تک دبایا نہیں جا سکتا بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر حسبِ سابق دس سال تک چھوت چھات ہندوستان میں قائم رہ گئی تو اس ملک سے ہندو دھرم نابود ہو جائے گا

بالآخر گاندھی جی پر اسلام کی صداقت کا اس قدر انکشاف ہو چکا تھا کہ آپ گیتا کے ساتھ ساتھ عام اجلاسوں میں قرآن کریم کی تلاوت بھی کیا کرتے تھے اور یہ بھی کہا تھا کہ :-

Islam is not False Religion

اسلام کوئی جھوٹا مذہب نہیں ہے۔

بہرحال اسلام کے اصول مساوات سے اپنا کر ہی گاندھی جی نے کامیابی حاصل کی تھی۔ اور قوم کو متحدہ پلیٹ فارم پر کھڑا کیا تھا۔ یہ ایک ناقابل تردید تاریخی ثبوت ہے۔ پس ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے ملک نے اسلام کے اس سنہری اصول کو کافی حد تک اپنا لیا ہے

سود

نسلی امتیاز اور چھوت چھات کے علاوہ سودی کاروبار بھی تمدن اور معاشرہ میں بدامنی اور ابتری پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ سود کے نقصانات کے متعلق قرآن کریم سے تین نکات پیش کئے جائیں۔ ایک سوال کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جو دورِ حاضرہ میں بڑے زور سے پیش کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ سودی کاروبار کچھ اس طرح سے انسانی زندگی پر مستولی ہو گیا ہے کہ اس کے بغیر آج کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ سودی کاروبار کے بغیر دنیا میں کام نہیں چل سکتا بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مغربی اقوام نے اپنے کاروبار کی بنیاد سود پر رکھی ہے اس لئے جوں جوں ان اقوام نے ترقی کی اور غلبہ حاصل کیا۔ ز . . . . یا۔ توں توں مغربی اقوام کی یہ خبیث سی چیز یعنی سود بھی تمام شعبہ ہائے زندگی پر چھا گیا۔ حالانکہ اس سے قبل جب دنیا کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی تو وہ لوگ سودی کاروبار نہیں کرتے تھے اور بغیر سود کے وہ اپنی تجارتیں چلاتے تھے۔ اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دورِ اقتدار میں انسانی تمدن اور معاشرہ کو اپنے زمانہ کے اعتبار سے بام عروج تک پہنچایا۔ جس کا اعتراف آج بھی مغربی مفکرین کرنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ انسانی تمدن نے تدریجاً ہی ترقی کی ہے۔

پہلا نکتہ قرآن کریم میں ایک نکتہ اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے

الذین یاکلون الربٰو لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطٰن من المس ذالک بانھم قالوا انما البیع مثل الربٰو و احل اللہ البیع وحرم الربٰوا۔ (البقرہ)

اس آیت کریمہ میں ایسے سود خور لوگوں کو جو خرید و فروخت کو سودی کاروبار کی مانند سمجھتے ہیں اللہ تعالےٰ نے مخبوط الحواس قرار دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خرید و فروخت کو جائز اور اس کے مقابل پر سود کو حرام بیان فرما کر ان لوگوں کی مخبوط الحواسی کی ایک دلیل دی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک آدمی کے پاس ایک کروڑ روپیہ جمع ہو جاتا ہے اور وہ اسے سودی کاروبار کے لئے بینک میں جمع کرا دیتا ہے تو اس کو لاکھوں روپیہ سالانہ سود بغیر محنت اور بغیر کسی دماغی کاوش کے ملتا چلا جائے گا۔ جس سے وہ اور اس کے متعلقین اعلےٰ سطح پر ضروریات زندگی بھی مہیا کر سکیں گے اور راس زر میں بھی ہر آن اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ ایسی صورت میں بہت سی انسانی طاقتیں اور اچھے دماغ معطل ہو کر رہ جائیں گے جنہیں انسانی بہبودی میں لگایا جا سکتا تھا لیکن اس کے مقابل پر ایک ایسے آدمی کے پاس ایک کروڑ روپیہ جمع ہو جائے جو سودی کاروبار کو حرام یقین کرتا ہے تو وہ اس روپے کو تجارت میں لگا دے گا۔ اور تجارت ایک ایسی چیز ہے جس میں نفع کے ساتھ ہر آن نقصان کا بھی خطرہ لگا رہتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس تجارتی کاروبار کا مالک خود بھی اپنی تجارت کی نگرانی کرے اور اپنے بچوں کے سپرد بھی اس تجارت کے بہت سے شعبے کر دے تاکہ غفلت کی وجہ سے تجارت فیل نہ ہو جائے۔ بلکہ بہت سے غرباء بھی اس تجارتی کاروبار سے اپنی روزی پیدا کرنے لگ جاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں سودی کاروبار کے عجیب و غریب واقعات مشہور ہیں کہتے ہیں کسی غریب آدمی نے کسی ساہوکار سے ایک دھیلہ سود پر لے لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد دھیلہ دھیلی (اٹھنی) میں تبدیل ہو گیا کچھ عرصہ مقروض کے ذہن سے اٹھنی اتر گئی اور سود بڑھتا رہا۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

نور اور ظلمت کے دو دور

متلاشیانِ حق کے لئے لمحۂ فکریہ

از مکرم سید محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر بہار مقیم جمشید پور

اللہ حقیقی کی حکمت بالغہ پر جب نظر غائر ڈالتے ہیں تو یہ امر بالبداہت ظاہر ہو جاتا ہے کہ مادی طور پر اس حکیم مطلق وقادر کل نے اس خاکی دنیا کے قیام کے لئے دو دور مقرر فرمائے ہیں۔

یہ دو دور نور ظلمت کے ہیں جب ایک دور ختم ہوتا ہے۔ دوسرا شروع جاتا ہے یعنی رات دن سے بدلتی ہے اور دن رات سے۔ رات چونکہ ظلمت کا دور ہوتا ہے اندھیرے میں انسان دیکھ نہیں پاتا۔ اس لئے اس تاریکی میں جس قدر افعال قبیحہ کا ارتکاب منجانب حضرت انسان وقوع پذیر ہوتا ہے سب پر پردہ پڑا رہتا ہے اور تمام عیوب شب کی تیرگی کی وجہ سے اُجاگر نہیں ہونے نہیں پاتے مثلاً چوری۔ ڈکیتی۔ جوا۔ زناکاری۔ قتل و غارت اور اسی نوع کے اور سموم جرائم۔ غرض یہ سب ایسے افعال ہیں جو رات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کیونکہ رات کی تاریکی میں ان کا ظاہر ہونا دشوار ہوتا ہے اس کے علاوہ رات کی ظلمت میں راہ گیر کو صحیح راستے کا پتہ نہیں چلتا۔ اور بسا اوقات ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گرتا ہے۔ جب رات اپنا دور ختم کر لیتی ہے تو آفتاب بڑی آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور ساری دنیا بقعۂ نور بن جاتی ہے اس نور کی سلطنت میں بھلے برے کا امتیاز ہو جاتا ہے۔ روشنی میں ہر بھلی اور بری چیز شناخت کر لی جاتی ہے۔ دن کی روشنی میں گناہ پر دلیری نہیں ہوتی اور کچھ نیچے سے حیا بھی روکتی ہے۔ مخلوقِ خدا کا پاس بھی ہوتا ہے۔ اس لئے انسان بہت سے فسق و فجور سے محفوظ رہتا ہے بلکہ انسان روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمہ تن محنت و مشقت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور دن کی روشنی کی غرض و غایت کو سمجھ کر معاش کی طرف پورے انہماک کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے۔ اور اس سے مستفیض ہونے کی سعی بلیغ کرتا ہے

ایک ادنے اور خاکی جسم کے بقاء کے لئے اس رحیم و کریم خدا نے دو دور کے بدلنے کا انتظام رکھا ہے۔ اگر ان میں سے روشنی کا دور ختم کر دیا جائے تو انسان کی زندگی گرداب ہلاکت میں پڑ جائیگی، بلکہ تمام جاندار اس ہلاکت میں مساوی حصہ دار ہوں گے اور انسان کسی شعبۂ زندگی میں ایک قدم بھی آگے بڑھا نہیں سکے گا۔ امراض شدیدہ کا لاحق ہونا ایک امر لازم ہو جائے گا۔ انسان کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا بلکہ نظام عالم درہم برہم ہو کر ہر قسم کی ترقی کا باب مسدود ہو جائے گا اور تمام ہستیاں مفقود ہو جائیں گی۔

جب خاکی جسم کے بقاء کے لئے خدا نے یہ دو دور جاری و ساری رکھے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ روح جو جسم سے بہت ہی زیادہ لطیف و ارفع و اعلےٰ اور ابدی ہے اس کے تحفظ و قیام و صحیح و سلامتی کے لئے قدرت کے نظام میں اسی طرح کے دو دور کا قیام نہ ہو اگر ہم روح کی حفاظتی نظام پر غور کریں تو ہمیں یہاں بھی ٹھیک مادی دور کی طرح روحانی بقاء کے بھی دو دور نظر آتے ہیں۔ ایک ضلالت و گمراہی کا دوسرا دور نور نبوت و ہدایت کا۔ اس ضلالت و گمراہی کے دور میں انسان گناہ پر دلیری کرتا ہے اور ہر ایک قسم کے فسق و فجور، ظلم و خیانت اور معیار لطافت یہ سرکس و ناکس کو مرغوبہ نظر آتا ہے۔ اس دور میں گناہ اس قدر عام ہو جاتا ہے کہ گناہ کو گناہ تصور نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ ہر شخص اس مرض میں ملوث ہوتا ہے۔ اور دل ایک تاریک اور عمیق غار کو اپنا مسکن بنا لیتا ہے جس کی وجہ سے نور سے کچھ حصہ نہیں پا سکتا بداعمالی اور افعال شنیعہ کی وہ فراوانی اور کثرت ہوتی ہے کہ انسان سمجھ نہیں پاتا کہ اس سے کوئی گناہ سرزد ہو رہا ہے رات کی طرح یہ سب عیوب ڈھکے چھپے رہتے ہیں۔ اسی لئے مالک حقیقی نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے وجعلنا اللیل لباسا کہ ہم نے رات کو لباس بنایا ہے رات کو لباس سے کیا مناسبت ہے بظاہر کچھ جوڑ نہیں۔ مگر جب نظر عمیق ڈالتے ہیں۔ تو مفہوم کی بڑائی و صداقت ہو جاتی ہے۔ لباس کا کیا کام ہے یہی ناکہ وہ جسمانی عیوب اور شرم گاہوں کو ڈھانپ لیتا ہے رات کا بھی ٹھیک یہی کام ہے کہ وہ انسان کے نقائص اور عیوب کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اب دیکھئے باہم کیسی دلچسپ مماثلت ہے۔ رات کی گھٹا ٹوپ ظلمت میں نیکی و بدی میں کوئی امتیاز پیدا نہیں کر سکتا گناہ سے پیار اور نیکی سے نفرت اس دور ضلالت کا ایک خاص امتیازی طغریٰ بن جاتا ہے

فی زمانہ دیکھئے جھوٹ، بے ایمانی حق تلفی اور رشوت ستانی کی اس قدر گرم بازاری ہے کہ لوگ اُن کو برا کیا سمجھتے بلکہ ان کو اب ہنر کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور اپنے ان افعال ذبوں کو بڑے فخر کے ساتھ اور مزہ لے لے کر عوام میں بیان کرتے ہیں۔ اور شاباش پاتے ہیں۔

جس رحمۃ للعالمین نے اپنی حکیمانہ سنت کے ماتحت مادی دنیا میں از ابتداء تا انتہاء دو دور کا قیام جسمانی نظام کے بقا کیلئے ضروری سمجھا اسی طرح از آدم تا ہستی دنیا روحانیت کے بھی دو دور مقرر فرمائے۔ جب یہ ضلالت اور گمراہی اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے اور رشد و ہدایت کا دروازہ کلی و قطعی طور پر مسدود ہو جاتا ہے۔ تب آفتاب نبوت طلوع ہوتا ہے اس کے طلوع ہوتے ہی گمراہی و تاریکی آہستہ آہستہ اپنی صف لپیٹنے لگتی ہے اور وہ لوگ جن میں نور و ایمان رشد و ہدایت کا کچھ حصہ بھی باقی ہوتا ہے اور تقوےٰ کا کچھ بھی جز ان کے گوشۂ دل میں رہ گیا ہوتا ہے۔ مثل پروانہ شمع نبوت کے گرد چکر لگانے لگتے ہیں پہلے ان پروانوں کی تعداد قلیل ہوتی ہے۔ مگر جوں جوں دن گذر جاتے ہیں۔ پروانے جوق در جوق اور انبوہ در انبوہ اس نور ہدایت کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ جو خدا سے دور و مہجور ہوتے ہیں اور تقوےٰ سے بکلی تہی دست اور ہر ایک قسم کی سعادت سے نصیب اس نور الٰہی سے کچھ فیضیاب ہو نہیں پاتے بلکہ اس نور کے گل کرنے کی ایڑی سے چوٹی تک زور لگاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ نے اپنے پاک کلام میں یا حسرۃ علی العباد فرمایا پس جس طرح آفتاب کی روشنی میں عیوب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ بعینہ نور نبوت میں طیب اور خبیث ظاہر ہو جاتے ہیں اور نیکی و بدی میں جلد جلد امتیاز پیدا ہونے لگتا ہے اور اس لطیف نور میں پہنچنا ہوا واضح ہو جاتا ہے اگر قلب میں لطافت باقی ہو۔ جیسے سعید اور طیب روح قبول کر لیتی ہے۔ اور کج مدار و خبیث روح رد کر دیتی ہے۔

جس طرح مادی دور میں نور آفتاب کے دور کو ختم نہیں کیا جا سکتا اسی طرح روحانی دور میں بھی نزول نبوت کا دور مسدود و تعویق نہیں کیا جا سکتا ورنہ روحانی زندگی ضلالت کے بھنور میں پھنس کر ہلاک ہو جائے گی۔ اور ہمیشہ کے لئے شیطانی سلطنت اور دجالی فتنہ کا دور دورہ رہے گا اور ضلالت و گمراہی کی حکومت رہے گی انسان اپنے جادۂ مستقیم سے کوسوں دور ہو جائے گا۔ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت فوت ہو جائے گی۔ انسان حقیقی طور پر بہائم در ندہ بن جائے گا۔ جیسا کہ دور حاضرہ میں ہر ایک کو مشاہدہ ہو رہا ہے مصادق و متقی راہنما کا فقدان ہونا۔ تنظیم کا کافور ہونا۔ تعمیری کام کی ناکامی قوم کی خستہ و شوریدہ حالت۔ قوم کے اندر نہ قومی غیرت اور نہ قومی حمیت اور نہ ہی ملی مفاد کی خاطر جذبۂ قربانی اذلتم اعلےٰ انگہ کا پورا پورا نقشہ ہے۔

مذکورہ بالا حالات اپنی زبانِ حال سے ایک ربانی رہبر کو پکار رہے ہیں۔ سچ ہے ہر تاریکی اپنے بعد روشنی کی طالب ہوتی ہے روشنی کی غیر موجودگی میں حشر کو سوچ لیجئے وہی جو بے گذر رہے کے ریوڑ کا حشر۔ پس ہر فرد کو فراست خداداد سے اور نہایت سنجیدگی سے مذکورہ بالا امور پر غور کرنا چاہیئے۔ اور نہایت الحاح و حضور قلب کے ساتھ حضرت احدیت کے آستانہ پر جبین نیاز کو رگڑنا چاہیئے۔ کہ مولا کریم ہم پر حقیقت کو وا کر دے۔ کیونکہ یہ وقت بڑے ہی غور و فکر کا ہے۔ بہت وقت رائیگاں جا چکا ہے۔ حقیقت ہے اتنی بڑی نعمت جن لوگوں سے چھین جائے ان لوگوں کے انجام پر غور کرنا چاہیئے۔ اور خدا کی سنت طیبہ پر توجہ مرکوز کر لی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی سنت کو نہیں بدلتا لیا سنت وہی کہ ہر تاریکی کے بعد روشنی اور ہر ضلالت و گمراہی کے بعد نور نبوت و ہدایت۔

درخواستِ دعا: میرے ہاں [illegible] ۲ کو تولد ہوئی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ عزیزہ کو نیک [illegible] اور قرۃ العین بنائے۔

قریشی [illegible] احمد [illegible]

واقعہ صلیب کے بعد حضرت مریم صدیقہ کہاں گئیں؟

(بقیہ صفحہ ۶)

اور مریم اکٹھے رہے۔

۶- جس منگ میں باطنی فرقہ نے اپنے صحائف کو دفن کیا تھا اس میں مذکورہ انجیل کے علاوہ توما اور یعقوب کی اناجیل بھی ہیں توما کی انجیل میں لکھا ہے

"حواریوں نے پوچھا ہمیں چھوڑ کر کہیں دور جا رہے ہیں۔ آپ کے بعد ہمارا کفیل کون ہوگا؟ حضرت مسیح نے فرمایا۔ یعقوب تم نے بہر حال اس کی طرف رجوع کرنا ہے۔"

آخر میں لکھا ہے کہ

"میں مریم کو اپنے پاس بلا لوں گا (یا اسے اپنے تئیں کھینچ لوں گا) تاکہ وہ بھی زندہ روح بن جائے۔"

(The Gospel According to Thomas Saying 12 and 114)

۷- عیسائیوں کے باطنی فرقہ کے صحائف قدیمہ میں واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی موجودگی کے دو نظریئے پیش کئے گئے پہلا یہ کہ آپ جی اُٹھنے کے بعد ڈیڑھ سال یا ۵۵۰ دن تک حواریوں کے ساتھ رہے۔ دوسرا یہ کہ گیارہ یا بارہ سال تک آپ حواریوں کو تعلیم دیتے رہے[1] والدہ یسوع اور مریم میگدلینی بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ دوسری صدی کے بشپ اریئیس کے حوالہ سے عیسائی عالم "ویسٹ کاٹ" لکھتے ہیں:۔

"باطنی فرقہ کے لوگ یہ مانتے تھے کہ جی اُٹھنے کے بعد ۱۸ ماہ تک حضرت مسیح حواریوں کے ہمراہ رہے۔ اس عرصہ میں تازہ وحی اور مکاشفات سے انہوں نے حواریوں کو مطلع کیا۔ یہ مکاشفات باطنی فرقہ کے لٹریچر میں محفوظ ہیں۔[1]"

باطنی فرقہ کی یونانی کتاب "پس تس صوفیہ" میں لکھا ہے کہ جی اُٹھنے کے بعد بارہ سال یسوع مسیح نے حواریوں کے ساتھ بسر کئے۔ اس دوران مریم والدہ یسوع اور مریم میگدلینی کی موجودگی کا ذکر بھی اس صحیفہ میں ملتا ہے۔ یہ کتاب قرونِ اولیٰ میں مرتب کی گئی۔ مصر کے آثار سے نکلنے والے صحائف میں "یعقوب کی انجیل" شامل ہے اس میں لکھا ہے کہ

"۵۵۰ دن تک صلیبی حادثہ کے بعد حضرت مسیح حواریوں کے ساتھ ہمسفر رہے اس دوران پطرس اور یعقوب کو آپ نے باطنی حکمتوں سے روشناس کیا۔[2]"

عیسائیوں میں پہلے یہ عقیدہ تھا کہ یسوع جسمانی طور پر حواریوں کے ساتھ رہے۔ بعد میں اس عقیدہ نے یہ شکل اختیار کر لی کہ روحانی ظہور ہوتا تھا۔ بہر حال باطنی فرقہ کے لٹریچر میں یسوع مسیح کے ساتھ مریم نامی خواتین کا ذکر ہمیں بار بار ملتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ابتدائی عیسائیوں کی وہ روایات بالکل صحیح معلوم ہوتی ہیں جن میں مریم کی ہجرت کا ذکر ہے۔

عیسائی روایت میں ہے کہ جب یوحنا یروشلم کو چھوڑ کر ایشیا میں گئے تو حضرت مریم ان کے ہمراہ تھیں۔

یوحنا پہلے ایشیا کے اس حصہ میں گئے جسے پارتھیا کہتے ہیں[3] یعنی نصیبین اور ایڈیسہ کی جانب۔ پھر آپ ایشیائے کوچک میں چلے گئے۔ اس سفر میں اس مقدس امانت کو یوحنا نے اپنے آقا کے سپرد کر دیا جسے صلیب کے اذیت ناک مراحل میں یوحنا کی کفالت میں دیا گیا تھا۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ تاریخی قرآئن سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاد شرقیہ کے سفر میں حضرت مریم، حضرت مسیح کے ہمراہ تھیں۔

(۱)

انجیل میں پطرس کے نامہ اول میں حضرت مریم کی ہجرت کی طرف اشارہ موجود ہے۔ پطرس نے یہ خط بابل سے لکھا ہو کہ اس زمانہ یہ بستی حکومت پارتھیا میں شامل تھا اور اسرائیل کے جلاوطنوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ پھر اس نے اشارہ کیا ہے کہ حضرت مسیح حادثہ صلیب کے بعد نئی زندگی پا کر نوح کے زمانہ کی قیدی روحوں میں منادی کے لئے گئے۔ اس مکتوب میں پطرس، مرقس اور ان کے بعض شاگردوں کی بابل میں موجودگی کا ذکر ہے۔ ایک "چنندہ اور محترم خاتون" بھی بابل میں پطرس کے ہمراہ ہیں جو کہ مغرب میں عیسائیوں کو سلام بھیجتی ہیں۔

شیعہ کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے کہ مریم اور ابن مریم ارض کربلا (بابل) سے گزرے۔ انہوں نے حواریوں کے ہمراہ یہاں قیام فرمایا۔ (جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۵)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح بلاد مشرقیہ کے سفر پر تھے ان کے ہمراہ مریم اور بعض حواری تھے ان قرائن سے ظاہر ہے کہ مقدس پطرس کے خط میں جس محترم خاتون کا ذکر ہے وہ حضرت مریم ہیں۔

(۲)

مکاشفات یوحنا عارف میں لکھا ہے کہ ایک آسمانی عورت اپنے مقدس فرزند کی پیدائش کے بعد ابلیس کے حملہ کے وقت ایک بیابان میں بھاگ گئی چوتھی صدی میں مقدس ایپی فینیس بڑی شان بے نیازی سے لکھتے ہیں

"کتاب مقدس میں نہ تو مریم کی وفات کا تذکرہ ہے۔ نہ مقام وفات کا۔ مریم کی تدفین کا ذکر بھی ہم نہیں پاتے یہ امر بھی کسی جگہ مذکور نہیں کہ جب یوحنا نے ایشیا کی طرف کوچ کیا تو مریم ان کے ہمراہ تھیں۔۔۔۔ مکاشفات یوحنا عارف میں لکھا ہے کہ اژدہا اس خاتون کی طرف لپکا جسے ایک نرینہ بچے کو دنیا میں جنم دیا تھا اس حملہ کے وقت اس خاتون کو شاہین کے پَر عطا ہوئے تاکہ وہ بیابان کو بھاگ جائے اور اژدہا اسے اپنی گرفت میں نہ لے سکے۔ ممکن ہے یہ سب کچھ مریم کی ذات میں پایہ تکمیل پہنچا ہو۔ تاہم میں اس امر کا بھی اعلان نہیں کروں گا کہ مریم زندہ جاوید ہے اور نہ ہی میں اس کی وفات کا فیصلہ کروں گا۔ میرے خیالات میری ذات تک محدود رہیں گے میں ان کا افشا نہیں کروں گا۔"

(The Book of Mary By Kensi Danial Popes P. 135-136)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ آبائے کلیسیا بعض مصالح کی بنا پر صحیح روایت بتانے سے گریزاں ہیں۔ ہجرت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور پھر اپنے عجز کا اظہار شروع کرتے ہیں۔ نیچے درون پردہ والی کیفیت ہے۔ ان سطور سے ظاہر ہے کہ وہ بیابان میں ہجرت والی روایت کے قائل ہیں۔ اس بیابان سے مراد کیا ارض کربلا ہے؟ یہ امر قابل غور ہے۔

(۳)

مشرق میں حضرت مریم کہاں مدفون ہیں؟ حضرت مسیح علیہ السلام کا مقبرہ سرینگر میں ہے۔ کشمیر کے شمال میں کاشغر میں "مریم مزار" موجود ہے۔

پروفیسر نکولس رورخ اپنے سفرنامہ ایشیا میں لکھتے ہیں:۔

"کاشغر سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر مریم مزار کے نام سے ایک مقبرہ موجود ہے یہ قبر مقدس کنواری یعنی والدہ حضرت مسیح ناصری کی طرف منسوب ہے روایت بتاتی ہے کہ صلیبی حادثہ کے بعد مریم یروشلم سے کاشغر چلی آئیں جہاں وہ وفات پا گئیں اور ان کا مزار بنایا گیا۔ یہ مقام آج کے دن تک زیارت گاہِ خلائق ہے۔"

(Heart of Asia P. 34)

بائیبل میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل ارض سینین یعنی چین میں آباد ہیں (یسعیاہ $\frac{49}{12}$) کشمیر اور اس کے شمال میں چین کا صوبہ سنکیانگ بنی اسرائیل کی آماجگاہ تھا۔ ان کھوئی بھیڑوں کی تلاش میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ان علاقوں میں آنا ضروری تھا یہ مریم جو [illegible]

---

[1] یہ دونوں روایات اپنی اپنی جگہ درست ہیں واقعہ صلیب کے بعد ڈیڑھ سال تک حضرت مسیح علیہ السلام گلیل، وادی قمران اور دوسرے قریب جوار کے علاقوں میں مخفی زندگی بسر کرتے رہے حواریوں کو آپ چھپ چھپا کر بلایا کرتے اس سال کے مشن کی تفصیلی صحیفہ مسّی اور صحائف قمران کے اشارات میں ملتی ہے مکتوب سکندریہ میں واضح صورت میں سب حالات درج ہیں۔ فرات کے پار کے علاقوں میں آپ مزید دس سال تک مقیم رہے یعنی ایڈیسہ، نصیبین اور بابل میں۔ یہ علاقہ جلاوطن یہودیوں کا مرکز تھا یہاں بھی حواری آپ کی ملاقات کیلئے جاتے رہے۔ پطرس، مرقس اور ان کے بعض شاگرد بابل گئے (پطرس عشم) یوحنا گیارہ سال تک غائب رہے وہ اس دوران اپنے آقا کے نقش قدم پہ پارتھیا گئے تھے (اعمال یوحنا)

1- An Introduction to the Study of The Gospels By Westcote P. 41

2- Theology of gospel of Thomes by Garitner P. 102, 103

3- Jesus In Rome by Robert- P. 14-15

1- "Acts by Philips" in The Apocryppal ※ ※ New Testament by M. R. James P. 44

دور دراز علاقوں میں مریم اور ان کے [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] دیا صدمات [illegible] ماتو زبانہ ذی [illegible] کتاب مسیح ہندوستان میں پیش کی جس کی بنیاد قرآن حکیم کی آیت کریمہ و اوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات [illegible]

* Jesus in Rome P. 85

[illegible] و معین سے۔

موجودہ مالی سال کی آخری سہ ماہی

اور

عہدیداران جماعت کا فرض

موجودہ مالی سال کے نو ماہ گذر نے کو ہیں اور اس کی آخری سہ ماہی شروع ہونے والی ہے۔ جملہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ۔ بقایا اور وصولی کے متعلق نظارت ہذا کی طرف سے سیکرٹریان مال کی خدمت میں اعداد و شمار بھجواتے ہوئے تحریک کی جا چکی ہے کہ وہ وصولی چندہ جات کی کمی کی طرف فوری توجہ کر کے اُسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جن احباب جماعت کے ذمہ بقایا ہیں اُن سے وصولی کر کے مرکز میں ارسال کریں۔ اب چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد درکار ہے۔ کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں میں اعلیٰ اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداران کا بھی بہت دخل ہے اگر عہدیداران کرام خود اپنا نمونہ پیش کریں اور مؤثر رنگ میں دوستوں کو بار بار تحریک کرتے رہیں۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل سے چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس جن عہدیداران نے پوری کوشش نہیں فرمائی۔ اُن کو اب اس کی تلافی کرنی چاہیئے تا کہ کماحقہٗ ادائیگی فریضہ کر کے وہ عند اللہ ماجور ہوں اور اُس کے فضلوں کے وارث بنیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل ارشادات احباب جماعت و عہدیداران کرام کی آگاہی و یاد دہانی کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا تھا

"میں ایسے چندے کا قائل نہیں کہ وعدہ تو لکھوا دیا۔ اور پھر خط دکتابت ہو رہی ہے یاد دہانی کروائی جا رہی ہے۔ اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہیں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے"۔

نیز فرمایا:۔

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمے بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ ...... وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے"۔

پھر فرمایا:۔

"جب کہ میں نے دوستوں سے کہا تھا۔ کہ اب وقت آ گیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی ہمدردی کے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں"۔

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہے کہ حضور افراد جماعت کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے تھے کہ احباب جماعت باوجود اپنی ذاتی اور خانگی ضروریات اور مشکلات کے اپنے ذمہ لازمی چندہ جات کی سو فی صدی ادائیگی کریں۔ اگر ہماری جماعتوں کے تمام دوست اس نکتہ کو صحیح طور پر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں تو یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسے احباب کی ذاتی اور خانگی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے خود دور فرما سکتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ دوست مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم اور آگے بڑھائیں۔

بالآخر عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات کی خدمت میں بھی یہ درخواست ہے کہ وہ جماعت کے افراد پر ان کی ذمہ داری واضح کرتے ہوئے سو فیصدی چندوں کی وصولی میں پورا پورا تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ تمام احباب جماعت کے ساتھ ہو۔ اور ہم سب کو خدمت دین کی نعمت عظمیٰ سے نوازے۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

تحریک جدید کا نیا سال اور احباب جماعت

کی

ذمہ داریاں

چونکہ احباب کی خدمت میں قبل ازیں فارم وعدہ جات بھجوا کر درخواست کی جا چکی ہے۔ کہ تحریک جدید کے نئے مالی سال کے لئے وعدہ جات چندہ تحریک جدید جلد از جلد بھجوائیں۔ احباب کو جلد ادائیگی کی تاکید فرما دیں۔ لیکن ابھی تک اکثر جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ اور جن کے وعدہ جات موصول ہوتے ہوں اُن میں سے بھی اکثر جماعتوں کے افراد مردوں، عورتوں، اور بچوں کے وعدہ جات نہیں آئے۔ اور پوری کوشش نہیں کی گئی کہ سب کو شامل کیا جائے۔ حالانکہ روحانی نسل بڑھانے کا یہ نادر موقعہ ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اپنے گھر کے تمام افراد کو اس بابرکت و عظیم الشان مالی جہاد میں شامل کریں۔

تمام عہدیداران مال جماعتہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مہربانی فرما کر تمام احباب جماعت کے وعدہ جات جلد از جلد لے کر مرکز میں بھجوا دیں۔

خدا تعالےٰ آپ سب کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواست دعا امسال جلسہ سالانہ قادیان مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو عزیزم محمد عبد السلام صاحب سلمہ عرف شاہد احمد عزیزم محمد عبد الصمد صاحب سلمہ فرزندان محترم سیٹھ عبد الحی صاحب مرحوم) اور میرے چھوٹے لڑکے عزیزم محمد نصرت اللہ غوری سلمہ کے اعلانات نکاح کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان نکاحوں اور رشتوں کو جانبین کیلئے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ اور افراد خاندان حضرت سیٹھ شیخ حسن رضی اللہ عنہ کو دینی و دنیوی انعامات سے وافر حصہ عطا کر کے صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ میرے نسبتی برادر عزیز مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب کی ایک عرصہ سے صحت ٹھیک نہیں ہو رہی اور علاج جاری ہے اسی طرح میری خوشدامن صاحبہ محترمہ رسول بی اہلیہ سیٹھ حسن رضی اللہ عنہ اور میری دو قیمتی بہنیں عزیزہ مکرمہ امۃ الحی بیگم صاحبہ اہلیہ الحاج مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل مرحوم اور عزیزہ مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلی آتی ہیں ان بیماروں کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ اور فعال لمبی زندگی عطا کر کے ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ میرے بھانجے عزیزم مکرم مبارک احمد صاحب اقبال داماد محترم سیٹھ عبد الحی صاحب مرحوم کی شادی ہوئے تقریباً بارہ تیرہ سال کا عرصہ گذر رہا ہے انکی کوئی اولاد نہیں ہوئی حضرت سیٹھ صاحب مرحوم کو بھی اس بات کی بڑی فکر تھی عزیز مکرم دینی کاموں کو بڑے شوق و ذوق سے انجام دینے کا جذبہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں نیک و صالح اور نرینہ اولاد سے نوازکر ان کی دیرینہ خواہش کو پورا فرمائے آخر میں اپنے لئے دعا کی دردمندانہ درخواست کرتا ہوں اللہ تعالےٰ مجھے صحت و سلامتی کے ساتھ دین کی خدمتیں گزارنے والی اور اسکی رضا کیلئے کوشاں رہنے والی خیال عمر عطا کر کے انجام بخیر فرمائے اور میری اولاد کو تا دم زیست نیکی اور تقویٰ پر قائم رکھے۔ اور ہر طرح سے روحانی اور دنیاوی انعاموں سے نوازے۔ آمین۔ طالب دعا خاکسار محمد اسمٰعیل غوری حسن منزل امیر

خبریں!

چنڈی گڑھ۔ ۹ر جنوری۔ پنجاب، ہریانہ، دہلی اور ہماچل پردیش کی مشاورتی کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب کے سرکاری ملازم اپنے مطالبات منوانے کے لئے ۲۳ر ۲۴ر ۲۵ر ۲۷ر جنوری کو مکمل ہڑتال کریں گے اُنہوں نے چھ مطالبات پیش کئے ہیں۔ اور اعلان کیا ہے کہ اگر سرکار نے پھر بھی مطالبات منظور نہ کئے تو وہ تین دن کی مجوزہ ہڑتال کے بعد اور بھی سخت قدم اُٹھائیں گے۔ ان کے چھ مطالبات حسب ذیل ہیں۔ (۱) مہنگائی الاؤنس مرکزی ملازموں کے مہنگائی الاؤنس کی شرح کے مطابق دیا جائے۔ اور مہنگائی الاؤنس کو قیمتوں کے اشاریہ سے وابستہ کیا جائے۔ (۲) تنخواہ کمیشن بنایا جائے (۳) ٹیچروں کے لئے کوٹھاری کمیشن کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ (۴) سرکاری ملازموں پر پیشہ ورانہ ٹیکس ختم کیا جائے (۵) مشترکہ مشاورتی مشینری قائم کی جائے۔ جو ملازموں کے متعلقہ مسائل حل کرے۔ (۶) ملازموں کے خلاف انتقامیہ کارروائی بند کی جائے۔

چنڈی گڑھ ۹ر جنوری۔ ہریانہ کے وزیر آبپاشی وبجلی شری دل سنگھ نے آج ایک بیان میں پنجاب سرکار پر الزام لگایا کہ وہ ہریانہ کے لئے الگ بجلی بورڈ کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہی ہے ہریانہ کے نمائندوں اور پنجاب بجلی بورڈ کی حالیہ میٹنگ جو پٹیالہ میں منعقد ہوئی ناکام رہی

پٹیالہ ۹ر جنوری۔ مہاراجہ پٹیالہ نے ایک انٹرویو میں اسباب کو غلط قرار دیا ہے کہ وہ کانگرس سے اقتدار چھینے اور کھیر منتری بننے کے لئے [illegible] سے سمجھوتہ جوڑ کرنا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ میں کسی حلقہ کا دورہ کروں گا اور اسمبلی کے لئے کسی امیدوار کے حق میں کنویسنگ کروں گا۔ میں نے کسی پارٹی کو کسی امیدوار کی تجویز نہیں کیا۔ تاہم مہارانی پٹیالہ کی مکمل حمایت کی ہے جو پٹیالہ کے حلقہ سے کانگرس [illegible] ہیں جہاں [illegible] سے کہا کہ میرا مقصد صوبہ کی ایڈمنسٹریشن کو بہتر بنانا ہے میری خدمات [illegible] کے لئے وقف ہیں [illegible] [illegible] تمام [illegible] امیدوار [illegible]

سرحدی صوبہ ہے اس لئے اسے اچھی قیادت اور مضبوط لیڈر شپ کی ضرورت ہے اور یہ افسوس کی بات ہے کہ اس وقت صوبہ میں ایسی لیڈر شپ کا فقدان ہے۔

نئی دہلی ۹ر جنوری۔ آج مرکزی سرکار نے ایک سرکلر جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ملازموں کا اجتماعی اتفاقیہ چھٹی لینا کنڈکٹ رولز کی خلاف ورزی ہے۔ اور اس بناء پر اُن کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے اتفاقیہ چھٹی ملازموں کا حق نہیں ہے۔ بلکہ یہ محکمہ کے انچارج کی مرضی پر منحصر ہے۔ اور جب تک چھٹی منظور نہ ہو کوئی ملازم غیر حاضر نہیں ہو سکتا۔ سرکلر میں یہ بھی کہا گیا کہ ملازم اوور ٹائم لگانے سے انکار نہیں کر سکتے۔ بشرطیکہ یہ مفاد عامہ کے خلاف ہو۔ اسی طرح دھرنا مار کر بیٹھنا قلم چھوڑ ہڑتال کرنا دفتر آنا مگر کام نہ کرنا وغیرہ کنڈکٹ رولز کی خلاف ورزی ہیں اور ان کی بناء پر ان کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔

قاہرہ ۹ر جنوری۔ یمن کے ایک شہر پر بارہ غیر شناخت شدہ ہوائی جہازوں کی طرف سے زہریلی گیس پھینکے جانے کے واقعہ سے مشرق وسطیٰ میں کہرام مچ گیا ہے اس حملہ میں ۱۲۵ سے زائد اشخاص ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ ۱۲۰ اشخاص کو ہسپتالوں میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ ان کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ بمبار کس ملک کے تھے۔

نئی دہلی۔ ۹ر جنوری۔ آج سرکاری ترجمان نے ایک بیان میں کہا کہ مرکزی سرکار کو گئو ہتیا پر پابندی لگانے کے لئے آئینی مسئلے کے تحت کوئی آرڈیننس جاری کرنے کا کوئی اختیار نہیں یہ معاملہ آئین کی دفعہ ۲۴۰ کے تحت آتا ہے۔ اور صوبائی معاملہ ہے مرکز کی یہ پوری کوشش رہی ہے کہ گئو ہتیا پر پابندی کے بارے ہدایتی اصول پر عمل کیا جائے اور وہ صوبائی سرکاروں کو وقتاً فوقتاً ترغیب بھی دیتا رہا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ کیرل اور ناگالینڈ کو چھوڑ کر باقی تمام صوبوں میں گئو ہتیا پر مکمل یا جزوی پابندی موجود ہے۔ مرکزی علاقوں میں گئو ہتیا پر پابندی کی قانوناً ممانعت کر دی گئی ہے۔

جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے لئے

ہندوستانی احمدیوں کا قافلہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے ہمارا قافلہ جانے کی حکومت ہندوستان کی طرف سے منظوری ہو چکی ہے۔ اور اب پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۴؍۱؍۶۷ کو ۸ بجے صبح قافلہ قادیان سے روانہ ہوگا۔ اور بعد دوپہر حسینی والا چیک پوسٹ کے راستہ پاکستان پہنچے گا۔ اور وہاں سے ربوہ کے لئے روانہ ہوگا۔ مورخہ ۲۷ر فروری تک ربوہ میں قیام ہوگا۔ اور مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۶۷ء کو علی الصبح ربوہ سے واپس ہندوستان آنے کے لئے قافلہ روانہ ہوگا

جو دوست ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے ربوہ جانا چاہتے ہیں ان کی آگاہی کے لئے مندرجہ بالا تفصیل دی گئی ہے جن دوستوں نے اپنے پاسپورٹ بنوا لئے ہوں اگر وہ خود ویزا حاصل کر سکتے ہوں تو بہتر اور اگر انہیں ویزا حاصل کرنے میں دقت ہو تو اپنے پاسپورٹ ویزا فارم پُر کر کے یا فارم بھی حاصل نہ ہو سکے ہوں تو پاسپورٹ اور تین عدد فوٹو اور سفید کاغذ پر اپنے چھ دستخط کر کے اور تین روپے فیس اخراجات بذریعہ منی آرڈر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ جماعت احمدیہ دہلی مکان نمبر ۲۳۰۹ بلیماران سٹریٹ دہلی ۶ کے پتہ پر بھجوا دیں۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب کو ہدایت بھجوا دی گئی ہے کہ ایسے احباب سے پاسپورٹ و فوٹو و دستخط و رقم وصول ہونے پر ویزے بنوانے کے لئے ضابطہ کی کارروائی کی تکمیل کروائیں۔

نیز اپنے کاغذات وغیرہ بھجوانے کی اطلاع نظارت امور عامہ کو بھی کر دیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

حقیقی اسلام (بقیہ صفحہ ۹)

بالآخر جب ساہوکار نے حساب کیا تو مقروض کو اپنی پوری حویلی دے کر اپنا قرض چکانا پڑا۔ پس جہاں تجارت کے ساتھ ہر آن نقصان کا احتمال قائم رہتا ہے اس کے مقابل پر سود ہر آن بڑھتا رہتا ہے بظاہر سود کی شرح معمولی دکھائی دیتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سودی کاروبار غریب اور بے سہارا افراد اور پسماندہ اقوام اور نوزائیدہ حکومتوں کو ریوڑی کے پھیر کی طرح پیس کر رکھ دیتا ہے اور انسانی تمدن اور معاشرہ کو خطرناک بد امنی کا آماجگاہ بنا دیتا ہے۔

ہمارے ملک کی حکومت نوزائیدہ حکومت ہے۔ اس لئے ہمارا ملک بھی سود کے چکر میں بری طرح پھنسا ہوا ہے بعض اوقات محض سود ادا کرنے کے لئے حکومت کو نئے قرضے لینے پڑتے ہیں۔ چند روز ہوئے اخبارات میں قرضوں اور سود کے کچھ اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں جو ہمارے ملک کے ذمہ واجب الادا قرضوں کے ہیں اور اس میں بتایا گیا ہے کہ گذشتہ سال ہمارے ملک نے اُنہتر کروڑ روپے کے قریب صرف سود ادا کیا ہے اور چالو سال میں ایک سو کروڑ کے قریب ادا کرنا پڑے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سال رواں میں ہمیں اپنے ملک کی آبادی سے تین گنا زیادہ صرف سود ہی ادا کرنا پڑے گا گویا کہ ایک فرد کے ذمہ تین روپیہ سالانہ سود کی ادائیگی لازمی ہوگی حالانکہ ملک میں ایسے غرباء کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کو پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا ان میں بچے عورتیں اور بوڑھے اور اپاہج اور بھکاری بھی ہیں لیکن ان سب کے ذمہ تین روپے فی کس سود کی ادائیگی تناسب کے اعتبار سے لازمی ہوگی۔ جو حکومت مختلف ذرائع سے وصول کر کے ادا کرے گی۔ ان اعداد و شمار کے حساب سے ہمارے ملک پر ایک منٹ کے گزرنے کے ساتھ ہزاروں روپے سود کی ادائیگی واجب ہو جاتی جو ہماری حکومت ان ممالک کو ادا کرنے کی پابند ہوتی ہے جن سے ہم نے قرض حاصل کیا ہے۔ اور اس طرح ہر لمحہ اور ہر سیکنڈ جو گذرتا ہے وہ ہمارے ملک پر سود کو بڑھاتا چلا جاتا ہے لیکن اس کے مقابل پر خرید و فروخت میں صرف ایک مرتبہ نفع ہوتا ہے اس میں دوام نہیں پایا جاتا۔ لہذا سود اور خرید و فروخت کے درمیان بعد المشرقین ہے۔

(باقی)

منت معززہ بدر قادیان مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۶۷ء رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۶